تقریر

تقریر بابت اہل بیت
وقت 5-7 منٹ

سیرت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (ال عمران:135)

ترجمہ: یعنی وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

نانا کی چاہتوں پر اترا وہ سر تا پا
رشتہ نبھا گیا ہے نواسہ رسول کا

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے "سیرت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے پانچ اولاد عطا فرمائیں جن میں سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپؓ کے بڑے صاحبزادے تھے۔

آپؓ کا نام حسن اور کنیت ابو محمدؑ ہے۔ آپ کا نام اور کنیت دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہیں۔ آپ کو ریحانۃ النبیؐ یعنی حضورؐ کے پھول اور شبیہ النبیؐ یعنی حضورؐ کے مشابہ جیسے قابل اعزاز القابات سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپؓ سر سے لے کر سینہ مبارک تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضرت امام حسنؓ سے بڑھ کر کوئی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھنے والا نہ تھا۔

روایت کے مطابق آپ 15 رمضان المبارک سن 3 ھجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنے مبارک لعاب دہن سے آپ کے منہ میں گھٹی ڈالی۔

(ترمذی کتاب الاضاحی باب الاذان)

ولادت کے ساتویں دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا عقیقہ کیا اور خود دو مینڈھے ذبح کروائے۔ حضرت فاطمہؓ نے آپ کے سر کے بال مونڈ کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ میں دی۔

(سنن نسائی کتاب العقیقہ)

حضرت علیؓ نے آپؓ کا نام حرب تجویز کیا۔ مگر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس نام کو تبدیل کر کے حَسَن رکھ دیا یعنی ظاہری حُسن اور باطنی خوبیوں کا مرقع۔

(اسد الغابہ جلد 1 صفحہ 264)

بچپن میں کفالت اور رضاعت کی سعادت حضرت ام الفضلؓ کو حاصل ہوئی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کی اہلیہ ہیں ان کا شمار جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ حضرت حسنؓ کی پیدائش سے پہلے حضرت ام الفضلؓ نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کا ایک ٹکڑا میری گود میں آ گرا ہے۔ آپؐ نے اس کی تعبیر بیان فرمائی کہ میری بیٹی فاطمہؓ کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوگا جس کی کفالت اُم الفضلؓ کریں گی۔

معزز سامعین! حضرت امام حسنؓ کی پرورش و تربیت آغوش مصطفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی تھی جس وجہ سے آپؓ اعلیٰ اخلاقی خصوصیات کے حامل تھے۔ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں وہ بعینہٖ آپؓ کی شخصیت کو اُجاگر کرتی ہیں یعنی، سخاوت، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، عفو و درگزر، حق گوئی و بے باکی اور جرات و شجاعت اور احسان کرنے جیسی صفات آپؓ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ دن کو اکثر روزہ رکھتے اور رات سجود و قیام میں بسر کرتے۔ آپؓ نے ظاہری و باطنی علوم اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیے تھے۔ صبر و سخاوت نانی حضرت خدیجہؓ سے ورثے میں ملی تھی۔ شرافت، نیکی اور عفت و عصمت اپنی والدہ حضرت فاطمہؓ سے منتقل ہوئی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی آپؓ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کے بارے میں فرماتے تھے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو اس سے محبت کرے اس سے تو بھی محبت فرما۔ یہ بات فرما کر آپؐ نے حضرت حسنؓ کو اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیا۔

(بخاری کتاب اللباس)

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ: ”حضرت حسنؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھ کر آپؐ کی داڑھی مبارک میں انگلیاں ڈال رہے تھے اور آپؐ اپنی زبان ان کے منہ میں دیتے اور فرماتے:

”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔“

(مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 187)

حضرت حسنؓ جب کبھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتے اور آپؐ نماز میں سجدے میں ہوتے تو آپؐ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے اور جب تک خود نہ اُتر جاتے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر سجدے سے نہ اٹھاتے اور اگر کبھی آپؐ رکوع میں ہوتے اور حضرت حسنؓ آتے تو آپؐ اپنی ٹانگیں پھیلا دیتے اور وہ ٹانگوں کے درمیان سے گزر کر دوسری طرف نکل جاتے۔

(اہلِ بیت الرسولؐ صفحہ 300)

یہ بچوں کے چھوٹے چھوٹے محبت بھرے کھیل ہیں جو وہ اپنے نانا، دادا کے ساتھ کھیلتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے بزرگ ہم سے پیار کرتے ہیں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بہت سخی تھے ایک ہی وقت میں لاکھوں درہم غربا میں تقسیم فرما دیتے۔ ایک مرتبہ آپؓ نے ایک باغ چار لاکھ درہم میں خرید ابعد میں پتہ چلا کہ باغ کا مالک غریب ہو گیا ہے تو آپؓ نے وہ باغ مفت میں اس کو واپس کر دیا۔

ایک دفعہ حضرت امام حسن نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں بیٹھا ہوا خدا تعالیٰ سے دعا کر رہا ہے کہ خدایا! مجھے دس ہزار درہم عنایت فرما۔ آپ گھر واپس تشریف لائے اور اسے اتنی رقم بھجوا دی جس کے ملنے کی وہ دعا کر رہا تھا۔

(ابن عساکر جلد 4 صفحہ 214)

سامعین! آپؓ کا ضبط و تحمل بھی بے مثال تھا آپ کی زبان کبھی کسی تلخ اور درشت کلمہ سے آلودہ نہ ہوئی۔ انتہائی غصہ کی حالت میں بھی کسی کے متعلق رَغِفَ اَنْفُہٗ (اس کی ناک خاک آلود ہو) سے زیادہ کچھ نہ کہتے۔ حضرت امام حسنؓ نے اسلام کے اعلیٰ اصولوں کی پاسداری آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی تھی۔ اسی لیے صلح جوئی اور اتحاد امت کا باعث بنے تھے۔ قرآن مجید سے گہرا قلبی و روحانی تعلق تھا فقر و غنا، ایثار و قربانی، علم و فضل اور عدل و احسان زندگی کا معمول تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”امن کو قائم کرنے کا ایک ذریعہ احسان ہے اس کے متعلق بھی قرآن کریم میں حکم موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (آل عمران: 135) کہ مومن وہ ہیں جو غصے کو دباتے ہیں جو لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور پھر ان پر احسان بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل: 91) کہ اللہ تعالیٰ عدل، احسان، ایتاء ذی القربیٰ کا حکم دیتا ہے۔ ان تینوں کی مثال میں مَیں ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے سنا اور جسے بعد میں مَیں نے اور کتابوں میں بھی پڑھا ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ نے اپنے ایک غلام کو کوئی برتن لانے کے لئے کہا۔ اتفاقاً وہ برتن اس نے بے احتیاطی سے اٹھایا اور وہ ٹوٹ گیا۔ وہ برتن کوئی اعلیٰ قسم کا تھا حضرت امام حسنؓ کو غصہ آیا۔ اس پر اس غلام

نے یہی آیت پڑھ دی اور کہنے لگا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ کہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ اپنے غصہ کو دبالیں۔ حضرت امام حسنؓ نے فرمایا کَظَمْتُ الْغَیْظَ کہ میں نے اپنے غصے کو دبالیا۔ اس پر اس نے آیت کا اگلا حصہ پڑھ دیا اور کہنے لگا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ کہ مومنوں کو صرف یہی حکم نہیں کہ وہ اپنے غصہ کو دبائیں بلکہ یہ بھی حکم ہے کہ وہ دوسروں کو معاف کیا کریں۔ حضرت امام حسن فرمانے لگے۔ عَفَوْتُ عَنْکَ جاؤ! میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ اس پر وہ کہنے لگا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اس سے آگے یہ بھی حکم ہے کہ مومن احسان کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت محسنوں کو حاصل ہوتی ہے۔ اس پر حضرت امام حسنؓ نے فرمایا جاؤ! میں نے تمہیں آزاد کر دیا۔ گویا پہلے انہوں نے اپنے غصے کو دبایا پھر اپنے دل سے اسے معاف کر دیا اور پھر احسان یہ کیا کہ اسے آزاد کر دیا۔"

(سیر روحانی جلد اوّل صفحہ 157-158)

ایک مرتبہ ایک شخص جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن تھا۔ مدینہ میں آیا۔ لیکن اس کے پاس زادراہ اور سواری نہ تھی۔ لوگوں نے اسے کہا کہ حضرت امام حسنؓ کے پاس جاؤ ان سے زیادہ فیاض کوئی نہیں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپؓ نے اسے دونوں چیزوں کا انتظام کر دیا۔ کسی شخص نے کہا کہ آپ نے ایسے شخص کے ساتھ حسنِ سلوک کیا ہے جو آپ کا اور آپ کے والد دونوں کا دشمن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا مَیں اپنی آبرو نہ بچاؤں۔

(ابن عساکر جلد 4 صفحہ 214)

حضرت امام حسنؓ ایک دفعہ کھجوروں کے ایک باغ میں سے گزرے تو دیکھا کہ ایک حبشی غلام روٹی کھا رہا ہے۔ لیکن اس طرح کہ ایک لقمہ خود کھاتا ہے اور دوسرا کتے کے آگے ڈال لیتا ہے۔ حتیٰ کہ اس نے آدھی روٹی کتے کو کھلا دی۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کتے کو دھتکار کیوں نہیں دیتے۔ اس نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے۔ آپ نے اس کے آقا کا نام دریافت کیا اور اس سے فرمایا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں یہیں رہنا۔ وہ تو وہیں کام کرتا رہا اور آپ اس کے آقا کے پاس پہنچے اور باغ اور غلام دونوں چیزیں اس سے خرید کر واپس آئے۔ اور آکر غلام سے فرمایا کہ میں نے تمہیں معہ اس باغ کے تمہارے آقا سے خرید لیا ہے اور تمہیں آزاد کر کے یہ باغ تمہارے نام ہبہ کرتا ہوں۔ غلام نے یہ بات سنی تو کہا کہ آپ نے جس خدا کے لیے مجھے آزاد کیا ہے اسی کی راہ میں یہ باغ صدقہ کرتا ہوں۔

(ابن عساکر جلد 4 صفحہ 214)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ذہین بھی تھے اور کسی سوال کو پوچھنے میں جھجکتے نہیں تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

"حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ سے ایک سوال کیا کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسنؓ نے پھر سوال کیا کہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ سے بھی محبت ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسنؓ نے کہا تب تو آپ ایک رنگ میں شرک کے مرتکب ہوئے۔ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کی محبت میں کسی اور کو شریک بنالیا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا حسنؓ! میں شرک کا مرتکب نہیں ہوں۔ مَیں بیشک تجھ سے محبت کرتا ہوں لیکن جب تیری محبت خدا تعالیٰ کی محبت سے ٹکرا جائے تو میں فوراً اسے چھوڑ دوں گا۔"

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 623)

سامعین کرام! لڑائی جھگڑے ختم کرنے کے لئے اسلام کیا سوچ ہمیں دیتا ہے اور صحابہ کے کیا نمونے ہمارے سامنے ہیں۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ بھائیوں بھائیوں میں بعض دفعہ ناراضگی کی کوئی بات ہو جاتی ہے، بحث ہو جاتی ہے۔ حضرت امام حسن کی طبیعت بہت سلجھی ہوئی اور نرم تھی لیکن حضرت امام حسین کی طبیعت میں جوش پایا جاتا تھا۔ ان میں جو جھگڑا ہوا اس میں حضرت امام حسین کی طرف سے زیادہ سختی کی گئی لیکن حضرت امام حسن نے صبر سے کام لیا۔ اس جھگڑے کے وقت بعض اور صحابہ بھی موجود تھے۔ جب جھگڑا ختم ہو گیا تو دوسرے دن ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت امام حسن جلدی جلدی کسی طرف جا رہے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت حسن کہنے لگے کہ مَیں حُسین سے معافی مانگنے چلا ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا کہ آپ معافی مانگنے جا رہے ہیں۔ مَیں تو خود اس جھگڑے کے وقت موجود تھا اور میں جانتا ہوں کہ حسین نے آپ کے متعلق سختی سے کام لیا۔ پس یہ ان کا کام ہے کہ وہ آپ سے معافی مانگیں، نہ یہ کہ آپ ان سے معافی مانگنے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت حسن نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ مَیں اس لئے تو ان سے معافی مانگنے جا رہا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر سختی کی تھی کیونکہ ایک صحابی نے مجھے سنایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں سے جو پہلے صلح کرتا ہے وہ جنت میں دوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہو گا۔ تو میرے دل میں یہ سن کر یہ خیال پیدا ہوا کہ کل میں نے حُسین سے برا بھلا سنا اور انہوں نے مجھ پر سختی کی۔ اب اگر حسین معافی مانگنے کے لئے میرے پاس پہلے پہنچ گئے اور انہوں نے صلح کر لی تو میں تو دونوں جہان سے گیا کہ یہاں بھی مجھ پر سختی ہو گئی اور اگلے جہان میں بھی میں

پیچھے رہا۔ چنانچہ مَیں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ مجھ پر جو سختی ہوگئی وہ تو ہوگئی اب مَیں اُن سے پہلے معافی مانگ لوں گا تا کہ اس کے بدلے میں مجھے جنت تو پانچ سو سال پہلے مل جائے۔

(ماخوذ از الفضل 23 مئی 1944ء صفحہ 4)

سامعین! آپؓ نہایت بردبار اور حلیم تھے۔ حضرت معاویہؓ سے صلح اس بات کا عملی ثبوت ہے۔ جو شخص آپ سے ایک بار مل لیتا تھا وہ ساری زندگی آپ سے دور نہیں ہوتا تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے چاروں خلفائے راشدین کی خلافت کا زمانہ دیکھا اور حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد خلیفہ منتخب ہوئے۔ رمضان المبارک 40 ھجری میں کوفہ میں حضرت حسنؓ کی خلافت کی ابتداء ہوئی۔ چالیس ہزار لوگوں نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپؓ نے مستقبل کے حالات کا اندازہ کرتے ہوئے اسی وقت لوگوں کو بتادیا کہ انہیں ہر حال میں حضرت حسنؓ کی اطاعت کرنی ہوگی۔ اگر وہ دشمن سے صلح کریں تو تمام لوگوں کو صلح کرنی ہوگی اور اگر وہ جنگ کریں تو تمام لوگ ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے۔ سب نے اس شرط کو قبول کیا۔

(متدرک حاکم جلد 3 صفحہ 190)

لیکن حضرت حسنؓ نے 6 ماہ کے عرصے میں یہ محسوس کیا کہ اسلامی سلطنت انتشار کا شکار ہے تو ربیع الاول 41 ھجری میں انہوں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ صلح کر کے حکومت سے علیحدگی اختیار کرلی۔ لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بھی حضرت معاویہؓ کی بیعت کرلیں۔ کیونکہ ان کا مقصد حکومت کرنا نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی کرنا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"حضرت حسنؓ نے میری دانست میں بہت اچھا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہوگئے۔ پہلے ہی ہزاروں خون ہو چکے تھے۔ انہوں نے پسند نہ کیا کہ اور خون ہوں۔ اس لئے معاویہ سے گزارہ لے لیا۔ چونکہ حضرت حسنؓ کے اس فعل سے شیعہ پر زد ہوتی ہے اس لئے امام حسنؓ پر پورے راضی نہیں ہوئے۔ ہم تو دونوں کے ثناخواں ہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جدا جدا قویٰ معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت امام حسنؓ نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے اور خون ہوں۔ انہوں نے امن پسندی کو مد نظر رکھا اور حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے۔ دونوں کی نیت نیک تھی۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 579-580)

حضرت امام حسنؓ نے دین اسلام کی سربلندی اور فتنہ وفساد کا خاتمہ کرنے کے لیے حکومت کو ٹھوکر مار کر وہ تاریخی صلح کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کا ذریعہ و وسیلہ بنے جس کی پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ "میرا بیٹا حسنؓ سردار ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔"

(صحیح بخاری کتاب الصلح باب قول النبیؐ للحسن)

حضرت امام حسنؓ نے نو شادیاں کی تھیں جن سے ان کے آٹھ بیٹے اور سات بیٹیاں ہوئیں۔

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا صفحہ 788)

بیک وقت چار ہی بیویاں آپؓ کے عقد میں رہیں جن سے آپؓ نے ہمیشہ حسنِ سلوک کیا۔

حضرت حسنؓ کو قیام مدینہ کے دوران کئی مرتبہ زہر دیا گیا لیکن آخری مرتبہ کے زہر نے آپؓ کی انتڑیاں کاٹ دیں۔ 40 دن اسی تکلیف میں گزرے۔ انتقال کے وقت آپ کے چھوٹے بھائی حضرت حسینؓ نے جب زہر دینے والے کا نام پوچھا تو آپؓ نے فرمایا:

"اگر تو یہ وہی جس پر میرا گمان ہے تو اللہ تعالیٰ کی سزا زیادہ سخت ہے اور اگر وہ کوئی دوسرا ہے تو مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بے گناہ میرے بدلہ میں قتل ہو۔"

(استیعاب جزء 1 صفحہ 115)

آپؓ کی موت زہر کی وجہ سے ہوئی اس لیے آپ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ آپ کی شہادت ربیع الاول 49 ھجری میں ہوئی اس وقت آپؓ کی عمر مبارک 46 سال تھی۔ آپ کو اپنی والدہ کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ جب حضرت امام حسنؓ نے وفات پائی تو مروان بن الحکم جو کہ مدینہ کا گورنر تھا زار و قطار رونے لگا۔

حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ اب تو کیوں روتا ہے جبکہ ان کی زندگی میں انھیں ستاتا رہا ہے۔ مروان نے کہا: جانتے بھی ہو میں اس شخص کے ساتھ ایسا کرتا تھا جو پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مَیں حضرت علیؓ اور اُن کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور جو اُن کا دشمن ہے مَیں اُس کا دشمن ہوں۔“

(روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 358 ترجمہ از عربی سر الخلافۃ)

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچہء آل محمد است

(کمپوز ڈبائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✪✪✪✪